غزل

شاعر لکھنوی

لب پہ آنا تھا نہ آنکھوں سے رواں ہونا تھا
آپ کے غم کو تو آرائشِ جاں ہونا تھا

شوخیِ گل کی طرح تجھ کو عیاں ہونا تھا
رنگ کو شرح تو خوشبو کو بیاں ہونا تھا

ہم بھی بیٹھے تھے کسی پھول کی خوشبو کے لیے
اس طرف بھی تو نسیم گزراں ، ہونا تھا

جانے کیا ہے کہ پشیماں سی گذر جاتی ہے
وہ نظر جس کو حریفِ دل و جاں ہونا تھا

اُڑ گیا بن کے دُھواں فاصلۂ ہجر و وصال
اس قدر آپ کو نزدیک کہاں ہونا تھا

زیست دشواریِ منزل کا ہے نام اے شاعر
راہ میں ایک نہ اِک سنگِ گراں ہونا تھا